تقویٰ کے انعامات

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا
شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر
انجمن احیاء السنہ
لاہور

فہرست

عرضِ مرتب

پیشِ نظر رسالہ تقویٰ کے انعامات کوئی اصلاحی وعظ نہیں ہے جو کسی مجمع میں بیان کیا گیا ہو بلکہ یہ مرشدنا و مولانا عارف باللہ شاہ حکیم محمد اختر صاحب اطال اللہ بقاءھم و دام اللہ انوارھم کے ارشادات و ملفوظات ہیں جو ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۹۵ء بروز بدھ ساڑھے دس بجے بعد نماز تراویح چند احباب کی آمد پر فرمائے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی کی مسجد اشرف میں تراویح پڑھنے کے بعد بعض احباب تشریف لاتے ہیں اور حضرت والا دامت برکاتہم حسبِ عادتِ شریفہ تشنگانِ محبت کو اپنے فیضانِ عشق و معرفت سے سیراب فرماتے ہیں ؎

در خانہ بند کردن سرِ شیشہ باز کردن

ایسی مجالس عموماً عام مواعظ سے زیادہ نافع ہوتی ہیں کیونکہ ان میں اکثر سالکینِ طریق کے لیے ایسے علوم و معارف بیان ہو جاتے ہیں جو عام مجالس میں نہیں ہوتے۔

اس مجلس میں دورانِ گفتگو حضرت والا دامت برکاتہم نے قرآن پاک کے حوالوں کے ساتھ بیان فرمایا کہ تقویٰ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو کیا کیا انعامات عطا ہوتے ہیں اور تحصیلِ تقویٰ یعنی گناہوں سے بچنے اور گناہوں کو چھوڑنے کے لیے کتنی ہمت کرنی چاہیے کیونکہ ارتکابِ گناہ کے ساتھ کوئی ولی اللہ نہیں بن سکتا اور ترکِ گناہ سے دل کو جو غم ہوتا ہے اسی غم پر دل کو جو حلاوتِ ایمانی اور تعلق مع اللہ کی ناقابلِ بیان لذت عطا ہوتی ہے اس کو حضرت والا نے جس دلسوز و دلفریب و دلنواز انداز میں بیان فرمایا کہ

یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ یہ ہے تمہارا اللہ۔

علم آں باشد کہ بکشاید رہے
راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

ترجمہ: علم وہ ہے جو اللہ کا راستہ کھول دے اور راستہ وہ ہے جو اللہ تک پہنچا دے۔
یوں تو حضرت والا دامت برکاتہم کا ہر بیان آشوب وچرخ و زلزلہ کا حامل، دین کی حقیقت ولذت سے آشنا کرنے والا اور درجۂ تحقیق تک پہنچانے والا ہوتا ہے:

در کسِ شاں آشوب وچرخ و زلزلہ
نے زیادات است و باب و سلسلہ

لیکن چونکہ اہل اللہ حق تعالیٰ کی صفت کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ کے بھی مظہر ہوتے ہیں لہٰذا اس صفت کی تجلی سے ان کی کیفیات ظاہرہ وباطنہ ان کی دعوۃ الی اللہ ان کے کلام مؤثر کو بھی ہر لحظہ ایک نئی شان نئے عنوان اور نئے انداز عطا ہوتے ہیں جس کو حضرت والا نے اپنے ایک شعر میں فرمایا ہے ؎

وہ خمر کہن تو وہی تر ہے لیکن
نئے جام و مینا عطا ہو رہے ہیں

اور مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

کیف میں تو نے ڈوب کر چھیڑی جو داستانِ عشق
قابو رہا نہ ضبط پر رونے لگا میں داد میں

لہٰذا اس چھوٹی سی مجلس میں تقویٰ کی اہمیت اور قرآن پاک میں موعودہ انعامات اور اجتناب عن المعاصی کے لیے استعمال ہمت کا معیار اصلاح نفس کے

طریقے اور دیگر مضامین عالیہ جس شان سے بیان ہوئے وہ اس حقیقت کا مظہر ہے

یہ وہ برسات ہے جس کا کوئی موسم نہیں ہوتا

مجلس کے اختتام پر جملہ احباب نے اس بیان کے جلد شائع ہونے کی تمنا ظاہر کی اور حضرت والا نے اس کے لیے دعا بھی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے اپنے فضل خاص سے احقر کو توفیق عطا فرمائی اور چار گھنٹے میں سحری کے وقت تک تین چوتھائی بیان ٹیپ سے نقل کر لیا گیا جو الحمد للہ اگلے دن مکمل ہو گیا اور دوسرے دن مرتب کر کے کمپوزنگ کے لیے دے دیا گیا اور آج مورخہ ۱۰ شوال المکرم ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۲ مارچ ۱۹۹۵ء بروز اتوار حضرت والا کی اجازت سے اشاعت کے لیے دیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس وعظ کو قبول فرمائیں اور امت مسلمہ کے لیے نافع بنائیں اور حضرت والا کے سایہ کو طویل عمر تک مع صحت و عافیت ہمارے سروں پر برقرار رکھیں اور قیامت تک حضرت والا کا فیض دائم و قائم رہے اور جامع و مرتب و جملہ معاونین کے لیے بھی اس وعظ کو صدقہ جاریہ و ذریعہ نجات بنائیں
آمین یا رب العالمین بحرمۃ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

جامع و مرتب
احقر سید عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ
یکے از خدام
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

نوٹ: پہلی اور دوسری اشاعت کمپیوٹر کی کمپوزنگ سے ہوئی اس کے بعد اس کی کتابت جناب محمد علی زاہد نے کی

تقویٰ کے انعامات

زندگی کا مقصد کیا ہے؟

فرمایا کہ دنیا میں آنے کا کیا مقصد ہے؟ خالی امپورٹ ایکسپورٹ کرو خوب کھاؤ اور لیٹرین میں ایکسپورٹ کردو؟ اگر یہ مقصد ہے تو ہاتھی ہم سے زیادہ کامیاب ہے کیونکہ اس کا امپورٹ بھی زیادہ ہے ایکسپورٹ بھی زیادہ ہے حالانکہ انسان اشرف المخلوقات ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی سے پوچھو کہ آپ نے ہمیں کیوں دنیا میں بھیجا ہے؟ خالق حیات سے پوچھو کہ ہماری زندگی کا کیا مقصد ہے اور خالق حیات فرما رہے ہیں کہ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا میں نے تم کو موت اور زندگی دی ہے۔

موت کی حیات پر وجہ تقدیم

اور موت کو مقدم کر رہا ہوں اس لیے کہ جس زندگی نے اپنی موت کو سامنے رکھا وہ زندگی کامیاب ہو گئی اس لیے موت کو پہلے بیان کر رہا ہوں خَلَقَ الْمَوْتَ کی تقدیم کی وجہ یہ ہے قَدَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَوْتَ عَبْدِهٖ عَلٰى حَيَاتِهٖ یعنی موت کو مقدم اس لیے کیا کہ جو زندگی اپنی موت کو سامنے رکھے گی کہ اللہ تعالیٰ کو منہ دکھانا ہے، اللہ کے پاس جانا ہے تو وہ سانڈ اور جانور کی طرح آزاد نہیں رہے گی یعنی گندے کام نہیں کرے گی اور ڈرے گی اور مقصد حیات بتا دیا لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تاکہ ہم تم کو دیکھیں کہ تم اچھے عمل کرتے ہو یا خراب عمل کرتے ہو معلوم ہوا کہ دنیا میں آنے

کا مقصد اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔

الہامِ فجور و تقویٰ کی حکمت

اور فرماتے ہیں کہ تمہارے امتحان کے لیے میں نے تمہارے نفس کے اندر دونوں مادے رکھ دیئے فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ہم نے تمہارے نفس میں فجور کا مادہ بھی رکھ دیا کہ تم گناہ کر سکتے ہو، خوب تقاضا ہوگا اور تقویٰ اور اپنا خوف بھی رکھ دیا۔ لہٰذا جس سائڈ کو چاہو رگڑ کر اس میں تقویت پیدا کر دو۔ دیا سلائی میں دو سائڈ ہوتی ہے لیکن جب تک رگڑو گے نہیں جلے گی نہیں لہٰذا ظلم نہیں ہے کہ اللہ میاں نے کیوں ہمارے اندر گناہ کا مادہ رکھ دیا۔ جیب میں دیا سلائی ہوتی ہے تو کیا جیب کو جلا دیتی ہے؟ رگڑنے سے آگ لگتی ہے۔ اسی طرح نفس میں ایک طرف فجور ہے ایک طرف تقویٰ ہے، اگر حسینوں سے نمکینوں سے عورتوں سے لڑکوں سے میل جول کرو گے تو نافرمانی کے مادہ میں رگڑ لگ جائے گی اور گناہ کی آگ بھڑک جائے گی اور اگر تم اللہ والوں کے پاس رہو گے تو فرماں برداری کے مادہ میں رگڑ لگ جائے گی اور تقویٰ کا نور روشن ہو جائے گا۔

تقدیم الفجور علی التقویٰ کا راز

کتنی برس پہلے ایک بڑے عالم کے ساتھ میرا سفر ہو رہا تھا مولانا نے ریل میں فجر کی نماز میں یہی سورۃ پڑھائی۔ نماز کے بعد میں نے ان سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فجور کو کیوں مقدم فرمایا۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا۔ نافرمانی کو اللہ نے کیوں مقدم کیا گندی چیز کو کیوں مقدم کیا، فجور اور نافرمانی تو خراب چیز ہے جب کہ مقدم تو اچھی چیز ہونی چاہیے۔ مولانا نے فرمایا کہ بھائی تم ہی بتاؤ۔ میں نے کہا دیکھئے مرقات

علیہ پہلے ملتا ہے، بخاری بعد میں ملتی ہے یعنی دورہ بعد میں ہوتا ہے۔ چونکہ فجور اور نافرمانی کا مادہ اگر اللہ نہ رکھتا تو تقویٰ کا وجود بھی نہ ہوتا۔

تقویٰ کی تعریف

کیونکہ تقویٰ کے معنی ہی یہ ہیں کہ نافرمانی کا تقاضا ہو اور پھر اس کو روکے اور اس کا غم اٹھائے۔ اس غم سے پھر تقویٰ کا نور پیدا ہوتا ہے۔ اگر مادہ فجور نہ ہوتا تو کَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْهَوٰى نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى جو نفس کی بری خواہش کو روکتا ہے وہ متقی اور جنتی ہوتا ہے تو جب ھویٰ کو روکتا ہے تو ھویٰ کا وجود ضروری ہوا ورنہ اگر ہم کہہ دیں کہ ہمارے ہاتھ میں جو چشمہ ہے اس کو دیکھنا ست اور ہاتھ میں چشمہ نہ ہو تو کلام لغو ہو گیا اور اگر چشمہ ہے تو اب کلام صحیح ہوا۔ معلوم ہوا کہ ہر نہی اپنے منہی عنہ کے وجود کی متقاضی ہے اگر منہی عنہ نہیں ہے تو نہی لغو ہے اور اللہ کا کلام پاک ہے لہٰذا مادہ ھویٰ کا ہونا لازم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى جو ہمارے خاص بندے ہیں وہ بُری خواہشات کو روکتے ہیں اور روکنے کا غم اٹھاتے ہیں کیونکہ نفس کا مزاج یہی ہے اسکی غذا گناہ ہے۔

نفس دشمن کے تڑپنے سے خوش ہو جائیے

جب اس کو اپنی غذا نہیں ملتی تو تڑپتا ہے لیکن دشمن کے تڑپنے سے آپ کی روح کو خوش ہونا چاہیے کیوں صاحب! اگر آپ کا دشمن تڑپتا ہے جلتا ہے غم اٹھاتا ہے تو آپ کہتے ہیں بہت اچھا ہے اور مرو مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ۔ لہٰذا جب عورتوں اور لڑکوں سے نظر بچانے سے نفس کو غم پہنچے تو آپ خوش ہو جائیے کہ دشمن کو غم پہنچ رہا ہے اور اس

ہی کی وجہ سے تقویٰ پیدا ہو رہا ہے۔ اگر نافرمانی کا یہ مادّہ نہ ہوتا تو کوئی شخص متقی نہیں ہو سکتا تھا۔

فرشتے معصوم ہیں متقی نہیں

اس لیے جبرئیل علیہ السلام کو متقی کہنا جائز نہیں معصوم کہنا چاہیے فرشتوں کو ہم معصوم کہتے ہیں متقی نہیں کہہ سکتے کیونکہ متقی وہ ہے جس کو گناہ کا تقاضا ہو، اس کو روکنے اس کا غم اُٹھائے۔ تقویٰ کا نام ہے كَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْهَوٰى کا یعنی نفس کو اس کی بُری خواہش سے روکنا اور فرشتوں میں بُری خواہش ہے نہیں لہٰذا فرشتوں کو معصوم کہنا تو جائز ہے لیکن متقی کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ پوری دُنیا میں حسن میں اوّل آنے والی لڑکی کو اگر جبرئیل علیہ السلام کی گود میں بھی رکھ دو تو انہیں پتہ ہی نہیں چلے گا کہ یہ لوہے کا کھمبا ہے یا ڈنڈا ہے یا لکڑی ہے یا پتھر ہے یا کوئی لڑکی ہے ان کو کوئی بُرا تقاضا ہی نہیں ہوگا۔

فرشتوں کے بجائے انسان کو شرفِ نبوت عطا ہونے کا سبب

فرشتے جانتے ہی نہیں کہ گناہ کیا چیز ہے؟ ان کے اندر صلاحیت ہی نہیں کہ وہ اس کو سمجھ لیں اسی لیے پیغمبر انسان بھیجا جاتا ہے تاکہ اُمت کے تمام تقاضاہائے بشریت کو سمجھ سکے۔ فرشتے چونکہ تقاضائے بشریت کے سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے اس لیے اصلاحِ نفوسِ بشریہ کے قابل نہیں ہوتے، اگر نبی نہیں بنایا جاتا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس لیے بھیجا ہے کہ تمہارے نفس میں تقاضے ہوں تم ان کو روکو اور غم اٹھاؤ تاکہ میدانِ حشر میں پیش کر سکو کہ ہم نے آپ کے لیے بڑے غم

اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاس ہم کیا لاتے ہو تو کہو کہ اے اللہ گناہ کے بڑے تقاضے تھے، پریشان کرتے تھے لیکن آپ کو خوش کرنے کے لیے ہم نے آپ کے راستے میں بڑے غم اٹھائے ہیں داغِ دل پیش کرو ؎

میں نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گلِ تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

مولوی کوئی چیز محنت نہیں ہوتا وہ تقویٰ کی برکت ہے بہت طاقت ہوتی ہے لیکن اللہ کے لیے صبر کر کے

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دکھایا رخِ زیبا مجھ کو

اللہ کا سچا عاشق کون ہے؟

میں کہتا ہوں کہ اصل سالک اور اللہ کا سچا عاشق وہی ہے جو اللہ کے راستے کا غم اٹھاتا جاتا ہو اور غم اُٹھانے کی ہمت رکھتا ہو۔ خالی نفل پڑھ لینا، نفلی حج عمرہ کر لینا یہ کمال نہیں ہے کمال یہ ہے کہ زبردست نمکین شکل سامنے آجائے اور نظر بچا کر دیکھے وہ غم اٹھائے یا ہے کلیجہ منہ کو آجائے۔ اگر کلیجہ منہ کو آنے کی مشق ہو جائے اور حسینوں سے نظر بچانے کی توفیق ہو جائے تو ان شاء اللہ اس کو نسبتِ صحابہ نصیب ہوگی۔ ابھی اس کی دلیل پیش کرتا ہوں۔ کیوں کہ علماء موجود ہیں اس لیے قرآن پاک سے دلیل پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صحابہ کو میں نے ایمان کا یہ اعلیٰ مقام کس راستے سے دیا ہے؟ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ (احزاب) ایسے سخت حالات سے گزارے گئے کہ کلیجے مُنہ کو آگئے گویا کہ ان کے دل اُچھل کر حلق میں آگئے جہاد میں کیا ہوتا ہے اور ہم نے ان کو بڑے بڑے زلزلے اور جھٹکے دیئے ہیں

وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا وہ سخت زلزلہ میں ڈالے گئے۔ پس آج بھی جو شخص گناہ
سے بچنے میں ہر قسم کا زلزلہ برداشت کرے گا اور کلیجہ اکڑ کے اس رستہ میں آجاتے
پھر بھی کسی نامحرم کو نہیں دیکھے گا، ہر قسم کا غم تقویٰ کے رستہ میں اٹھائے گا اور اللہ کو راضی
رکھے گا اپنے نفس کو ناخوش رکھے گا تو کیا ہوگا؟ ان شاء اللہ اس کو نسبتِ صحابہ حاصل ہوگی
اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ شارح ابوداؤد مصنف
بذل المجہود کے بارے میں ہمیشہ فرماتے تھے کہ ہمارے خلیل کو اللہ تعالیٰ نے نسبتِ صحابہ
عطا فرمائی ہے اور یہ بات میرے شیخ نے سنائی کیونکہ میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری
رحمۃ اللہ علیہ ایک واسطے سے مولانا گنگوہی کے شاگرد ہیں۔ مولانا گنگوہی اور میرے شیخ
میں ایک واسطہ تھا یعنی مولانا ماجد علی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ جو مولانا گنگوہی کے شاگرد تھے
اور میرے شیخ مولانا ماجد علی صاحب کے شاگرد تھے بخاری شریف میں تو یہ بات مولانا
خلیل احمد صاحب سہارنپوری کے بارے میں حضرت گنگوہی فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے
خلیل کو اللہ تعالیٰ نے نسبتِ صحابہ عطا فرمائی ہے اور ان ہی مولانا خلیل احمد صاحب کے
خلیفہ مولانا الیاس صاحب بانیِ تبلیغی جماعت ہیں۔

تقویٰ کے انعامات

اب سوال یہ ہے کہ ہم سے جب اللہ میاں نے مطالبہ فرمایا کہ گناہ چھوڑ دو، اور آج کل کمپنیاں
کہتی ہیں کہ کچھ دو اور کچھ لو کی بنیاد پر کام چلاؤ تو اللہ تعالیٰ نے ہم سے گناہ چھڑوا کر ہم کو کیا
دیا لہٰذا تقویٰ پر اللہ تعالیٰ کے انعامات دیکھئے:

پہلا انعام - ہر کام میں آسانی

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم
تقویٰ سے رہوگے تو تمہارے

سب کام آسان کردیں گے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا○
ہم اپنے حکم سے اس کے سب کام آسان کردیں گے۔ کیوں صاحب! یہ نعمت نہیں ہے
کہ انسان کے سب کام آسان ہوجائیں؟

ارتکابِ گناہ خود ایک مشکل ہے

گناہ سے ہمارے کام آسان ہوتے ہیں یا مشکل؟ (حاضرین نے عرض کیا کہ مشکل۔ جامع) خود گناہ مشکل ہے۔ خود گناہ اتنا مشکل ہے کہ انسان اس کے لیے کتنی تدبیریں کرتا ہے؟ چھپاتا ہے وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ ہر وقت ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں لوگوں کو خبر نہ ہوجائے۔ اور صحت بھی خراب ہوجاتی ہے۔ ہر گناہ سے صحت کو نقصان پہنچتا ہے، دل کمزور ہوجاتا ہے کیونکہ مخلوق کا خوف ہوتا ہے کہ کوئی جان نہ جائے۔

مَعِيْشَةً ضَنْكًا (تلخ زندگی) کی تفسیر

مَعِيْشَةً ضَنْكًا کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے نافرمانوں کو جو مجبور کرنا خوش کر کے حرام خوشیاں دل میں امپورٹ کر رہے ہیں میں ان کی زندگی کو تلخ کردیتا ہوں اور ان کی حرام خوشیوں کے ٹاٹ میں آگ بھی لگا دیتا ہوں۔ میں واللہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی بھی نافرمان ظالم ثابت نہیں کرسکتا کہ وہ آرام سے ہے۔ ان کی صورتوں پر لعنتیں برستی ہیں قلب پر اتنے عذاب ہوتے ہیں کہ جس کی حد نہیں تھوڑی دیر کے لیے حرام مزے لے لیتے ہیں اس کے بعد دل پر عذاب اور بے چینی کے جوتے پڑتے رہتے ہیں حکیم الامت نے مَعِيْشَةً ضَنْكًا کی تفسیر فرمائی کہ گنہگاروں کی زندگی کس طرح سے تلخ ہوتی ہے؟

(۱) انتقام سے ڈرتے رہتے ہیں کہ جس کے ساتھ گناہ کر رہا ہوں کہیں اس کے وارثین آ کر انتقام نہ لیں۔

(۲) خوف افشائے راز۔ ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں کہ میرا یہ راز کہیں آؤٹ نہ ہو جائے، کسی کو پتہ نہ چل جائے۔ حضرت نے یہ تو علمی تفسیر فرمائی ہے اب میں طبی تفسیر کرتا ہوں۔

بدنظری کے طبی نقصانات

ایک بدنظری سے کئی مرض پیدا ہو جاتے ہیں اگرچہ ایک سیکنڈ کی نظر بازی ہو۔ دل کمزور ہو جاتا ہے۔ فوراً کشمکش شروع ہو جاتی ہے کہ نہیں؟ ادھر کشش ہے ادھر دیکھ رہا ہے کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا ہے۔ اس کشمکش سے قلب میں ضعف پیدا ہوتا ہے اور گندے خیالات سے مثانہ کے غدود متورم ہو جاتے ہیں جس سے اس کو بار بار پیشاب لگتا ہے اور اعصاب ڈھیلے ہو جاتے ہیں، جس سے دماغ کمزور اور نسیان پیدا ہوتا ہے ہر عصیاں سبب نسیان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی سے قوتِ دماغ اور حافظہ کمزور ہو جاتا ہے، بھول کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا علم بھی ضائع ہو جاتا ہے اور گردے بھی کمزور ہو جاتے ہیں سارے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں۔ یوں سمجھ لیجئے کہ زلزلہ میں کیا ہوتا ہے۔ جب کہیں زلزلہ آتا ہے تو عمارت کمزور ہو جاتی ہے یا نہیں؟ تو گناہ نفس و شیطان کی طرف سے زلزلہ ہوتا ہے اور جو اپنے کو گناہ سے بچاتے ہیں، اچانک نظر پڑی اور فوراً ہٹالیا تو بھی دل میں زلزلہ آتا ہے جھٹکا لگتا ہے مگر گناہ کرنے سے زلزلہ پر لعنت برستی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کے زلزلات لگتے ہیں۔

قلبِ شکستہ کی تعمیر حلاوتِ ایمانی سے

اور گناہ سے بچنے میں دل پر جو زلزلہ محسوس ہوتا ہے اور تکلیف ہوتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم ہماری نافرمانی سے بچو گے نظر بچاؤ گے تو تمہارے دل پر جو زلزلہ آئے گا اس کی تعمیر ہمارے ذمہ ہے۔ حلاوتِ ایمانی کے میٹیریل سے ہم تمہارے دل کی تعمیر کریں گے۔ اگر تم نے نظر کو بچا لیا اور حرام خوشی کو مجھ پر فدا کر دیا، حرام خوشی حاصل نہیں کی اور مجھ کو خوش کر لیا تو تمہارے دل میں جو صدمہ و غم آئے گا اور اس سے جو تمہارا دل شکستہ ہو جائے گا اس کی تعمیر ہمارے ذمہ ہے اور کس چیز سے تعمیر کریں گے؟ اس کا مادہ کیا ہوگا؟ دنیا میں جہاں زلزلہ آتا ہے تو اس علاقہ کو حکومت آفت زدہ قرار دیتی ہے، مالگزاری اور ٹیکس معاف کر دیتی ہے ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور اگر دنیا کی حکومت اعلان کرتی ہے کہ ہم سرکاری بجری اور سیمنٹ سے تمہارے گھروں کی تعمیر کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے بندوں کے قلوب کی بجری اور سیمنٹ سے تعمیر نہیں کرتے حلاوتِ ایمانی کے مادہ اور میٹیریل سے تعمیر کرتے ہیں یعنی بصارت کی حلاوت لے کر ہم ان کی بصیرت کو حلاوت دیتے ہیں اور ایمان کی حلاوت وہ اپنے قلب میں محسوس کر لیتا ہے۔ یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ (کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۲۸) یجد کا لفظ ہے یعنی حلاوتِ ایمانی اس کے قلب میں موجود ہوتی ہے اور وہ واجد ہوتا ہے۔ اس پر میرا ایک شعر سنئے اس مضمون کو میں نے ایک شعر میں پیش کیا ہے ؎

ترے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

یعنی ہم نے اپنی خواہشات کو جو ویران کیا تو آپ کی تعمیر نصیب ہوئی اس لیے ہم اس ویرانی کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ بری خواہشات کو اللہ کی توفیق سے جو ہم نے ویران کیا ہم اپنی اس ویرانی قلب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ نہ دل کی خواہشات ویران ہوتیں نہ اللہ تعالے کی تعمیر نصیب ہوتی کیا مبارک نصیب ہے کہ مالک اور خالق کائنات کے دست پاک سے آج قلب کی تعمیر ہو رہی ہے یَجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِیْ قَلْبِهٖ ۔

تیرے ہاتھ سے زیر تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

تو ایسے شخص کو نسبت صحابہ

ترکِ گناہ سے جو قرب عطا ہوتا ہے اس کا کوئی بدل نہیں

عطا ہوتی ہے نسبت صدیقین ملتی ہے بہت اونچا ایمان و یقین ہوتا ہے ان لوگوں کا جو گناہ سے بچنے کا غم اٹھاتے ہیں، تقویٰ والا غم اٹھاتے ہیں۔ یہ بات خوب غور سے سن لیجئے کہ چاہے ایک لاکھ نفلیں پڑھ لو ایک لاکھ حج کر لو مگر ایک نظر بچانے میں جو درد دل عطا ہوتا ہے اس کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عبادت حج و عمرہ و تسبیحات و اشراق و اوابین سے تم نے حق محبت ادا کیا اور یہ حق عظمت ادا کر رہا ہے

گناہ سے بچنا اللہ

گناہ چھوڑنا حق عظمتِ الٰہیہ ہے اور اس کی دلیل قرآن سے

تعالےٰ کی عظمت کا حق ہے۔ اس پر بھی دلیل پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا، اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اپنے رب کو راضی کرو، جلدی معافی مانگو۔ اس کے بعد آخر میں فرمایا کہ تم کس نالائقی سے گناہ کرتے ہو، تمہیں خوف نہیں آتا، میری عظمت کا خیال

نہیں آتا؟ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا۔ دیکھئے اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ سے اس کا کیا ربط ہے اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ سے اس آیت کا ربط ہے کہ اپنے رب کو راضی کرو اور تم لوگوں نے جب گناہ کیا تو اس وقت تمہیں میری عظمت کا خیال نہیں آیا۔ مَا لَكُمْ کیا ہو گیا تمہیں لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا اللہ کے وقار اور اللہ کی عظمت کا تمہیں احساس نہیں ہوتا کہ کتنے بڑے مالک کو تم ناراض کر رہے ہو۔ یہ دلیل مجھے اللہ تعالٰی کی طرف سے عطا ہوئی۔ میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔ تلاوت کرتے کرتے فوراً اس آیت پر دل میں آیا کہ سبحان اللہ ہمارے اکابر نے جو فرمایا کہ عبادت اللہ کی عظمت کا حق ہے اور گناہ سے بچنا اللہ تعالٰی کی عظمت کا حق ہے اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

اب بتایئے کہ گناہ اچھی چیز ہے یا خراب چیز؟ حاضرین نے عرض کیا کہ خراب چیز ہے۔ جامع تو خراب چیز کو جلد چھوڑنا چاہئے یا دیر سے؟ عرض کیا گیا کہ جلد چھوڑنا چاہیے۔ جامع الغرض جب خود اقرار ہے تو گناہوں کو جلدی چھوڑنا چاہیے۔ انعام بھی ملے گا۔

(۱) آپ کے سب کام آسان ہو جائیں گے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ○ اللہ تعالٰی اپنے کرم سے سب کام آسان کر دیں گے۔

تقویٰ کا دوسرا انعام مصائب سے خروج

(۲) وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا

اس کو اللہ تعالٰی مصیبت سے جلد نکال دیں گے اس کو مصائب سے خروج اور ایگزٹ (EXIT) جلد ملے گا۔

تیسرا انعام — بے حساب رزق

(۳) وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۔ اللہ تعالیٰ اس کو روزی دے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوگا تقویٰ بے خسارہ کی تجارت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ سے تجارت ہے نہ بے خسارہ کی ہے اور سود بھی نہیں۔ دُنیا میں اگر کسی سے تجارت کرو اور خسارہ کی ضمانت لے لو کہ کبھی نقصان کے ہم ساتھی نہیں ہیں تو سود ہو جائے گا جو حرام ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ قانون بندوں کے لیے ہے کہ وہ آپس میں ایسی تجارت نہ کریں۔ اگر تم تقویٰ سے ہو تو ہم ایسی تجارت کی ضمانت لیتا ہوں کہ ہم تم کو رزق دیں گے اور بے حساب دیں گے اور اس میں سود بھی نہیں ہوگا، تقویٰ میں نفع ہی نفع ہے اس میں کبھی خسارہ نہیں ہے۔ ہماری طرف سے کبھی وعدہ خلافی نہیں ہوتی۔ اگر وعدہ پورا ہونے میں کبھی تاخیر نظر آئے تو سمجھ لو کہ تم نے کہیں نالائقی کی ہے، تمہارے تقویٰ میں کمی آگئی ہے

یہ اعمالِ بد کی ہے پاداش ورنہ
کہیں شیر بھی جوتے جاتے ہیں ہل میں

متقی آدمی کو کبھی پریشانی نہیں آسکتی جب کبھی پریشانی آئے تو جائزہ لو۔ کہیں آنکھ نے غلطی کی ہوگی، کہیں کان نے، کہیں دل نے گندے خیالات پکائے ہوں گے۔ خیانت عینیہ ہوئی ہو یا خیانت صدریہ۔ بعضے لوگ خیانت عینیہ نگاہوں کی خیانت (بدنظری) سے توبہ کر لیتے ہیں لیکن دل میں پچھلے گناہوں کے مزے لیتے ہیں۔ یہ خیانت صدریہ ہے (سینہ کی خیانت) دونوں حرام ہیں اور دونوں کا قرآن پاک میں ذکر ہے، يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۔ اللہ تعالیٰ

چشم کی حفاظت بھی فرض ہے اور نگاہِ قلبی کی حفاظت بھی فرض ہے یعنی دل کی نگاہ کو بھی بچاؤ، گندے خیالات بھی دل میں نہ لاؤ۔

تو آپ نے تقویٰ کے تین انعامات سُنے۔ کیا چھوڑ رہے ہو اور کیا مل رہا ہے خراب اور گندی چیز چھوڑ کر کیا کیا نعمتیں دے رہے ہیں ا۔ سب کام میں آسانی ا۔ رزق بے حساب ۳۔ سب مصائب سے خروج، مخرج اور ایگزٹ (EXIT)

یہاں افریقہ کے لوگ آئے ہوئے ہیں، ان کی مادری زبان انگریزی ہے اس لیے ایگزٹ بول رہا ہوں اور جدہ میں بھی ہر جگہ مخرج (EXIT) ساتھ ساتھ لکھا رہتا ہے

چوتھا انعام ۔ نورِ فارق

اور تقویٰ کا چوتھا انعام کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ایک نورِ فارق بھی عطا کرتے ہیں ایک نور عطا کرتے ہیں جس سے بُرائی بھلائی کی تمیز ہوتی ہے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا (انفال پ ۹)

پانچواں انعام ۔ نورِ سکینہ

اور پانچواں انعام ہے کہ جو شخص تقویٰ سے رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نورِ سکینہ عطا کرتے ہیں۔ ھُوَالَّذِیْۤ اَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ جس کی وجہ سے وہ ہر وقت باخدا رہتا ہے۔ ایک لمحہ کو اللہ کو نہیں بھول سکتا، اگر جان بوجھ کر خدا کو بھلا کر کسی حسین کی طرف رغبت کرنا چاہے تو اس کو اپنی موت نظر آئے گی۔

بھلاتا ہوں پھر بھی وہ یاد آ رہے ہیں

اِنْ اَرَادَ سُوْۤءًا اَوْ قَصَدَ مَحْظُوْرًا عَصَمَہُ اللّٰہُ عَنْ اِرْتِکَابِہٖ

صاحبِ نسبت اگر کسی بُرائی کا ارادہ بھی کرلے، کسی گناہ کے ارتکاب کا قصد بھی کر

سے تو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا ولی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائیں گے اور گناہ سے بچائیں گے۔ اس کے دل میں ایسی بے چینی آئے گی اور گناہ میں اس کو ایسی موت نظر آئے گی کہ وہ گناہ اور تقویٰ دونوں کا بیلنس نکالے گا اور دیکھے گا کہ نہیں بھائی تقویٰ ہی میں فائدہ ہے اس گناہ میں تو بہت مصیبت نظر آرہی ہے۔

سکینہ آسمان سے نازل ہوتا ہے

تو تقویٰ سے نورِ سکینہ ملتا ہے اور آسمان سے نازل

کیونکہ اس نور کو زمین سے نہیں پا سکتے یہ پٹرول نہیں ہے جس کو سائنس داں نکال لیں وہ اللہ تعالیٰ جس سے خوش ہوتا ہے اس کے دل پر سکینہ نازل کرتا ہے ویثبت به التوجه الی الحق جس کی وجہ سے وہ ہر وقت باخدا رہتا ہے۔

نورِ سکینہ رکھنے والے قلب کی مثال قطب نما کی سوئی ہے

جیسے مقناطیس

کی سوئی کو ذرا سا مقناطیس لگا ہوا ہے جس سے ہر وقت اس کا رُخ شمال کی طرف رہتا ہے۔ اگر مقناطیس کو کھرچ دو تو سوئی کو جس طرف چاہو موڑ دو۔ جب تک وہ مقناطیسی پالش ہے قطب نما کی سوئی شمال کی طرف رہے گی جو مرکز ہے مخزن ہے سرچشمہ ہے مقناطیس کا۔ ایسے ہی جن کے دل پر اللہ کے نور کی پالش لگ گئی اللہ تعالیٰ کے مرکزِ نور کی طرف ان کا قلب لے ذکری ہر وقت رہنے پر مجبور و مضطر ہوگا اگر کوئی حسین اس کو ہٹائے گا تو وہ قطب نما کی سوئی کی طرح تڑپ جائے گا یہاں تک کہ توبہ تلا کر کے پھر اپنا رُخ صحیح نہ کرلے۔

تو سکونِ قلب بہت بڑی نعمت ہے، کسی گنہگار کو سکون نہیں۔

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم

مَعِیْشَۃً ضَنْکًا کی تفسیر یہ ہے کہ جو شخص گناہ نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ اس کی زندگی تلخ کر دیتے ہیں ہمیشہ پریشان رہتا ہے وَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا جملہ اسمیہ ہے اور جملہ اسمیہ دوام و ثبوت پر دلالت کرتا ہے یعنی ایسا شخص دوام پریشان رہتا ہے کھاتا ہے کرنتہ لیکن دماغ میں کوفت گھسی ہوتی ہے ہر وقت کوفت و پریشانی ذہنی دباؤ اور پریشان دل بے چین، گناہ بھی کرتا ہے تو گھبرایا ہوا پریشانی میں خرابی عادت کی وجہ سے کرتا ہے آخر میں گناہ میں کوئی مزہ بھی نہیں آتا لیکن عادت سے مجبور ہو کر کرتا ہے مگر پریشان بدحواس بے چین رہتا ہے جس کو مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

گناہ کی ذرا سی دیر کی لذت ہمیشہ کی ذلت کا سبب ہو جاتی ہے ایسا شخص ایک دن مخلوق میں رسوا و ذلیل ہو جاتا ہے اور جو عزت حاصل تھی ہمیشہ کے لیے ذلت سے بدل جاتی ہے اور زندگی کا چین ختم ہو جاتا ہے اختر کا شعر ہے ؎

لذت عارضی ملی عزت دائمی گئی
یہ ہے گناہ کا اثر راحت زندگی گئی

تقویٰ کا چھٹا انعام ۔ پُر لطف زندگی

اور دوسری طرف تقویٰ کا انعام کیا ہے؟

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً اگر تم اعمالِ صالحہ کرو گے تو ہم تم کو ضرور ضرور بالطف زندگی دیں گے۔ اللہ کی قربان برداری پر اللہ کا وعدہ ہے کہ ہم تم کو بالطف زندگی دیں گے اور لام تاکید بانون ثقیلہ سے فرمایا۔ ہماری نالائقی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ اہتمام فرمایا کہ ظالم تم نفس کی بدمعاشیوں کے چکر میں ہو لہٰذا ہم یہ آیت لام تاکید بانون ثقیلہ نازل کر رہے ہیں تاکہ تم کو اطمینان ہو جائے کہ واقعی اللہ پرلطف اور مزے دار زندگی دے گا ورنہ بغیر تاکید کے بھی اللہ تعالیٰ کا کلام انتہائی موکد ہے آہ یہ ہماری نالائقی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اتنا اہتمام فرمایا۔

تقویٰ کا ساتواں انعام۔ عزت واکرام

اور ساتواں انعام کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس کو عزت واکرام بھی عطا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہارے جو خاندان وقبائل بنائے ہیں وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ۔ سید، شیخ، مغل، پٹھان یہ خاندان اور قبیلے جو ہیں ان کا مقصد خالی لِتَعَارَفُوْا ہے، عزت ان میں نہیں ہے یہ اس لیے ہیں کہ تعارف ہو جائے لیکن آگے کے بعد ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ معزز وہی لوگ ہیں جو تقویٰ سے رہتے ہیں۔ ایک سید معاش ہے شرابی ہے زنا کرتا ہے اور ایک جولاہا ہے جو تقویٰ سے رہتا ہے بتاؤ کون افضل ہے؟ ایک کالے رنگ والا ہے لیکن اللہ کا ولی ہے اور ایک سفید گوری چمڑی والا انگریز ہے چاہے مسلمان بھی ہو لیکن شراب اور زنا نہیں چھوڑتا تو وہ کالا حبشی اللہ کا ولی ہے اس کے پیر دھو کر پی لو۔ چمڑی سے کچھ نہیں ہوتا۔

ذکری سے مطلب کائی سے مطلب

پیا جس کو چاہیں سہاگن وہی ہے

جس کو اللہ پیار کرے وہی سہاگن ہے قسمت والا ہے۔ تقویٰ کا یہ سارا راز اس میں
اللہ سے اکرام۔ دُنیا میں بھی تقویٰ والا معزز رہتا ہے ہر آدمی اس سے دُعا کرتا ہے
۔ اور جن لوگوں نے اپنے نفس کی اصلاح نہیں کی چاہے وہ صورتاً فرشتے رہے ہوں
گناہ میں مبتلا ہو گئے تو جس سے گناہ ہو جاتا ہے کوئی اس سے دُعا کراتا ہے؟ بلکہ پس
میں گناہ کرنے والے دونوں بغیر سلام ایک دوسرے سے رخصت ہوتے ہیں یہ
بہت اہم بات بتا رہا ہوں۔ اگر کوئی شخص کسی حسین اور شوق سے گناہ کرے تو اس
وقت دونوں سلام کے بغیر دل میں ایک دوسرے پر لعنت بھیجتے ہوئے بعد از گناہ
جدا الگ ہوتے ہیں کوئی رخصت ہوتے وقت سلام بھی نہیں کرتا۔ کوئی یہ نہیں کہتا
کہ اچھا حضرت دُعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ شیطان شیطان سے دُعا
نہیں کراتا۔ دونوں سمجھ گئے کہ ہم دونوں نالائق ہیں۔

اور تقویٰ کی کیا شان ہے؟ اگر کسی نے ایک مرتبہ اپنے کو گناہ کے لیے پیش کیا
اور دوسرا بھاگ گیا تو اس کو سمجھتا ہے کہ یہ متقی ہے۔ تقویٰ سے اللہ تعالیٰ دونوں
جہاں میں عزت دیتا ہے یہاں تک کہ ہندو اور کافر بھی عزت کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ
بھائی یہ بڑا پرہیزگار اور سادھو آدمی ہے اور جو حرام نظر ڈالتا ہے اس کو کہتا ہے کہ یہ
سادھو نہیں سوادھو ہے یعنی سواد لیتا ہے، حرام لذت لیتا ہے۔ ہندو بھی ایسے
کو گالیاں دیتا ہے۔

تقویٰ کا آٹھواں انعام۔ اللہ کی ولایت کا تاج

تقویٰ کا آٹھواں

انعام سب سے بڑا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم تقویٰ سے رہو گے تو ہم تمہاری غلامی کے سر پر اپنی دوستی کا تاج رکھ دیں گے یعنی تم کو ولی اللہ بنا لیں گے اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔ اللہ کا ولی بن کر مرنا فائدہ مند ہے یا گنہگار اور فاسق ہو کر مرنا؟ اور متقی ہو کر پھر کچھ دن جیو بھی تاکہ اللہ کی ولایت اور دوستی کا کچھ مزہ دنیا سے لے کر جاؤ اللہ کے یہاں۔ یہ کیا کہ آج ولی اللہ ہوئے اور روح قبض ہو گئی۔ بے شک خاتمہ تو اچھا ہوا لیکن تم نے دنیا کی زندگی میں اللہ کی دوستی کا مزہ کہاں چکھا۔ ولی ہوتے ہی تمہارا انتقال ہو گیا اور یہ دعا کرو کہ اللہ ولایت بھی دے نسبت صدیقین دے یعنی ولایت صدیقیت کا اعلیٰ مقام اور پھر اس میں جینا بھی نصیب فرما، میں جانوں بھی تو کہ آپ کے دوستوں کو کیا کیا ملتا ہے اور کیا مزہ آتا ہے، آپ کا نام لینے میں اور آپ کی محبت میں کیا لطف آتا ہے، آپ کی محبت میں جینے کا کیا لطف ہے۔

تقویٰ کا نواں انعام۔ کفارۂ سیئات

تقویٰ کا ایک انعام سیئات ورُبرے

اعمال کا کفارہ ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ یُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ (سورۃ انفال پ۹) یعنی جو خطائیں لغزشیں تم سے سرزد ہوتی ہیں دنیا میں ان کا کفارہ اور بدل کر دیا جاتا ہے یعنی اس کو ایسے اعمال صالحہ کی توفیق ہو جاتی ہے جو اس کی سب لغزشوں پر غالب آ جاتے ہیں۔ (ترجمہ و تفسیر از معارف القرآن جلد ۴)

تقویٰ کا دسواں انعام۔ آخرت میں مغفرت

تقویٰ کے انعامات میں سے ایک انعام آخرت میں مغفرت اور سب گناہوں، خطاؤں کی معافی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّیُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ (ترجمہ و تفسیر از معارف القرآن جلد ۴)

گناہ چھوڑنے کے لیے تین کام

اب آخر میں ایک مضمون بیان کرتا ہوں جو آج صبح زندگی میں پہلی دفعہ تفصیل سے بیان کیا کہ اگر گناہ چھوڑنا چاہتے ہو متقی بننا چاہتے ہو اللہ کا ولی بننا چاہتے ہو تو تین کام کرو اور گناہ چھوڑنے کے لیے کتنی ہمت کرنی چاہیے اس کا کیا معیار ہے یہ مضمون آج صبح زندگی میں پہلی بار بیان ہوا جو اس وقت ان شاء اللہ تعالیٰ دوبارہ بیان کروں گا۔

(۱) ہمت کیجیے

گناہ چھوڑنے کی پہلے خود ہمت کرو۔ بغیر ہمت کے کوئی کام نہیں ہوتا لہٰذا پہلے ہمت کیجیے کہ اب ہرگز یہ گناہ نہیں کروں گا۔

(۲) ہمت کو استعمال کرنے کی توفیق و ہمت مانگئے

اللہ تعالیٰ سے ہمت کی درخواست کرو کہ یا اللہ مجھے اپنی عطا فرمودہ ہمت کو استعمال کرنے کی توفیق دے۔ ہمت ہوتی ہے آدمی استعمال نہیں کرتا۔ اے خدا آپ نے گناہ سے بچنے کی جو ہمت دی ہے اور تقویٰ کی جو طاقت دی ہے اس کو مجھے استعمال کی توفیق

دے کیونکہ اگر طاقت نہ ہوتی تو تقویٰ فرض نہ ہوتا۔ کمزور پر تقویٰ فرض کرنا ظلم ہے اور اللہ ظلم سے پاک ہے۔ معلوم ہوا کہ تقویٰ کی طاقت ہے، گناہ سے بچنے کی طاقت ہے ہم اس طاقت کو استعمال نہیں کرتے جیسے بھینس اپنے بچے کے لیے دودھ چرا لیتی ہے پھر لاکھ ڈنڈے لگاؤ نہیں اتارتی اسی طرح نفس اپنی حرام خواہشات کے لیے ہمت چوری کرتا ہے۔ گناہ سے بچنے کی پوری ہمت استعمال نہیں کرتا۔ کچھ چرا لیتا ہے تاکہ اپنی بعض حرام خواہشات پوری کر سکے۔ لہٰذا اے خدا مجھے جو ہمت آپ نے دی ہے اس کو استعمال کی توفیق دے دے۔ ہمت کو استعمال کرنے کی ہمت چاہیے۔

(۴) خاصانِ خُدا سے درخواستِ دُعا کیجیے

خاصانِ خدا اور مقبول بندوں سے ہمت کی دُعا کراؤ۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی دُعا قبول کرتا ہے اور اس پر ایک خاص مضمون صبح بیان کیا تھا اب پھر بیان کرتا ہوں۔

توبۂ نصوح کا واقعہ

مثنوی میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ نصوح نامی ایک شخص بدکار تھا۔ اور بادشاہ کے محل میں عورت بنا ہوا بیگمات کی خدمت کرتا تھا۔ ان کے بدن کی مالش کرتا تھا۔ کتنا بڑا جرم ہے کہ گویا بادشاہ کی عورتوں کو بے عزت کرتا تھا۔ عورتیں اس کی مالش سے خوش ہو جاتی تھیں کیونکہ مرد جب مالش کرے گا تو کتنی محبت سے کرے گا۔ ساری شاہزادیوں کو اس نے فیل کر دیا لیکن اس کے دل میں ندامت تھی، جنگل میں جا کر روزانہ روتا تھا کہ اے خدا یہ حرام کاری کب تک چلے گی کسی دن پکڑا جاؤں گا اور ایک دن مرنا بھی ہے آپ کو کیا منہ دکھاؤں گا لہٰذا آپ مجھے

اس گناہ سے چھڑا دیجئے۔ ایک دن اس جنگل سے کوئی ولی اللہ گذر رہے تھے بس اس نے صورت دیکھ کر پہچان لیا کہ کوئی ولی اللہ ہے بس ان کے قدموں سے لپٹ کر بہت رویا کہ بہت ناپاک زندگی گذار رہا ہوں آپ خاص دعا کر دیجئے۔ ان کے بھی ہاتھ اٹھ گئے۔ دُعا قبول ہو گئی۔ اب ہدایت کے اسباب پیدا ہو گئے۔ بادشاہ کی بیگمات کا ایک ہار گم ہو گیا۔ اب جتنی خادمات تھیں سب کو ننگا کیا جا رہا ہے تلاشی کے لیے۔ یہ مرد صاحب جو عورت بنے ہوئے تھے آہستہ آہستہ اب ان کی باری آ رہی تھی ننگا ہونے کی۔ مارے ڈر کے اس کا بُرا حال ہو گیا۔ اب اس نے خوب دُعا مانگی کہ یا اللہ مجھے معاف کر دیجئے۔

مثنوی میں نصوح کی اضطراری دعاؤں کا عجیب انداز

عجیب
عجیب

انداز اور عجیب عجیب عنوان سے دُعائیں مانگیں ؎

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن

اے اللہ مجھے رسوا نہ کیجئے۔ اگر میں ننگا کیا جاؤں گا تو عورت کے بجائے مرد ثابت ہو جاؤں گا تو بادشاہ کتوں سے نچوا دے گا اور کس بُری طرح سے مجھے مارے گا۔

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن
گر بدم من سر من پیدا مکن

اگرچہ میں بُرا ہوں لیکن میرا بھید چھپا لیجئے۔

گر مرا ایں بار ستاری کنی

اگر آج آپ میری پردہ پوشی کریں۔

توبہ کردم من زہر نا کردنی

تو زندگی بھر کبھی آپ کو ناراض نہیں کروں گا۔ کیا کیا دُعا مانگی۔ مولانا رومی اس قصہ کو بیان کر رہے ہیں مثنوی کا قصہ ہے۔ تو فرمایا کہ اس نے کیا کہا ؎

گر مرا ایں بار ستاری کنی

اے اللہ اگر آج آپ میری پردہ پوشی کر لیں یعنی جو ہار گم ہو گیا ہے، اس کو جلد ظاہر کیجئے کہ مجھے ننگا نہ کیا جائے تو ؎

توبہ کردم من ز ہر نا کردنی

تمام نالائقیوں سے ہمیشہ کے لیے توبہ کرتا ہوں اور اس نے کہا ؎

اے عظیم از ما گناہانِ عظیم
تو توانی عفو کردن در حریم

آپ بہت عظمت والے ہیں۔ حرم کعبہ میں بھی اگر گناہ کبیرہ ہو جائے تو آپ معاف کر سکتے ہیں۔ گناہ آپ کی شانِ مغفرت سے بڑے نہیں ہو سکتے کہ آپ کہیں کہ میں اب معاف نہیں کر سکتا۔ آپ کی قدرت اور آپ کی شان بہت ہی عظیم ہے۔ اس کے سامنے گناہوں کی کوئی حقیقت نہیں اور پھر اس نے کہا ؎

آں چنیں کردم کہ از من می سزید

میں تو نالائق ہوں۔ جو کچھ میں نے کیا میں اسی لائق تھا۔ نالائق سے تو نالائق اعمال ہی صادر ہوتے ہیں۔ میں نالائق ہوں مجھ سے نالائق اعمال صادر ہو گئے۔

تا چنیں سیل سیاہی در رسید

یہاں تک کہ میرے اعمال کا کالا پن اتنا قریب آ چکا کہ اگر آپ نے مدد نہ کی تو آج میں رسوا ہونے والا ہوں۔

اے خدا آں کن کہ از تو می سزد

اب آپ مجھ سے وہ معاملہ کیجئے جو آپ کے لائق ہے۔ آہ! مولانا رومی کی قبر کو اللہ تعالیٰ نور سے بھر دے۔ غضب کا کمال ہے اس شخص کے درد بھرے کلام کا، یہ الہامی شاعری ہے ؎

اے خدا آں کن کہ از تو می سزد

ہم سے تو وہ عمل ہو گیا جس کے ہم لائق تھے لیکن اے خدا آپ وہ معاملہ ہمارے ساتھ کیجئے جس کے آپ لائق ہیں جیسے جب مکہ شریف فتح ہوا تو کافروں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ آج کیا معاملہ کریں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ وہ کروں گا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔ اِذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ، جاؤ آج تم آزاد ہو تم لوگوں سے انتقام نہیں لوں گا تو یہ شخص اللہ تعالیٰ سے درخواست کر رہا ہے، مولانا رومی اس کی طرف سے مضمون بنا رہے ہیں کہ ؎

اے خدا آں کن کہ از تو می سزد
کہ ز ہر سوراخ مارم می گزد

اے خدا آپ وہ معاملہ کیجئے جس کے آپ لائق ہیں کہ میرے ہر سوراخ سے میرے نفس کا سانپ مجھے ڈس رہا ہے، ہر طرف رسوائیوں کے اسباب موجود ہیں۔ یہاں تک کہ دُعا کرتے کرتے آخر میں وہ مارے خوف کے بے ہوش ہو گیا جب بیہوش ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی میں اس کو دوزخ اور جنت دکھا دی، عالم غیب اس پر منکشف فرما دیا۔ اب جب ہوش میں آیا تو بادل چھٹ چکا تھا۔ اللہ نے

رسوا نہیں ہونے دیا۔ اس اللہ کے ولی کی دُعا اور اس کی آہ وزاری کریم مالک نے قبول فرمالی۔ خادمات پانچ چھ باقی تھیں کر داخل کیا۔ وار چڑانے والی پکڑی گئی اور یہ بچ گئے ورنہ ان کو تو بادشاہ گردن ہی مار نے قتل کر کے کتے چھوڑ دیتا کہ کم بخت تو نے میری عورتوں کو ذلیل کیا۔ اس کے بعد بیگمات نے اس سے معافی مانگنا شروع کیا کہ اب تو یہ بھاگ جائے گی بھاگ جائے گا نہیں کہا کیونکہ وہ تو اس کو عورت سمجھتی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معاف کر دو ہم سے بہت گستاخی ہوئی اس نے کہا کہ معاف کر دیا لیکن ہم اب آپ کی خدمت کے قابل نہیں ہیں کیونکہ جنت اور دوزخ دیکھنے کے بعد اب ایسا گناہ کون کرے گا پھر اسی جنگل میں جہاں اس نے اس ولی اللہ سے دُعا کرائی تھی عبادت و ریاضت کی اور بہت بڑا ولی اللہ بن گیا

تو یہ عرض کر رہا تھا کہ خاصانِ خدا سے بھی دُعا کراؤ۔ اللہ کے مقبول بندوں سے دُعا کی درخواست کرو اور پہلے خود ہمت کرو اور خدا تعالیٰ سے ہمت مانگو۔

عطائے ہمت کی دُعا کس اضطرار سے مانگنی چاہیے؟

اور ہمت کیسے مانگی جائے

بلڈ کینسر ہو جاتے، گردے بے کار ہو رہے ہوں تو جس دردِ دل سے اس وقت دُعا کرتا ہے کہ اے اللہ مجھے صحت عطا فرما دیجئے، جس درد سے اپنی شدید جسمانی بیماری کے لیے انسان دُعا کرتا ہے جس کو ڈاکٹر جواب دے دیں کہ تمہارے گردے عنقریب بے کار ہو جائیں گے اور تمہارے جسم کا فلٹر پلانٹ خراب ہو جائے گا سارا خون جسم سے نکالا جائے گا اور صاف کر کے پھر چڑھایا جائے گا بچنا مشکل ہے۔ آپ بتلایئے اس وقت کیسی دُعا مانگے گا! کس درد دل سے گڑگڑائے گا؟

شیطان کی پُرفریب تجارت

بدنظری، امرد پرستی، حُسن پرستی نجاست اور غلاظت پرستی ہے

کیوں کہ ان سب چیزوں کا آخری انجام گندا مقام ہے کیونکہ شیطان کا نمونہ جس کو انگریزی میں سیمپل (Sample) کہتے ہیں گال اور آنکھیں ہیں لیکن آخر میں پیشاب اور پاخانہ کے مقام میں دھکیل دیتا ہے۔ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس ظالم تاجر کا نمونہ اور سیمپل اچھا ہو لیکن بعد میں مال خراب دیتا ہو تو تم اس سے سودا نہیں خریدتے لیکن افسوس شیطان کے چکر میں بار بار آتے رہتے ہو، بار بار تم کو گندے مقامات میں دھکیل چکا اور عزتِ سادات و عزتِ مشایخ تباہ کر چکا لیکن پھر بھی شیطان سے سودا لینا نہیں چھوڑتے ہو۔ میں انگریزی میں لوگوں کو لندن وغیرہ میں سمجھاتا ہوں کہ شیطان پہلے سیمپل (Sample) دکھاتا ہے پھر پل (Pull) کرتا ہے۔ وہاں دروازوں پر پل (Pull) اور پش (Push) لکھا ہوتا ہے یعنی دروازہ اپنی طرف کھینچو اور دھکا دو اس پر میں سبق دینے کے لیے کہتا ہوں کہ دیکھو شیطان پہلے حسینوں کا سیمپل دکھاتا ہے سیمپل دکھا کر پل کرتا ہے اور پل پہلے جا کر پھر نیچے پش (Push) کرتا ہے اور انسان کہاں سے کہاں گندے مقام پر پڑا ہوتا ہے، بار بار کی رسوائیوں کے بعد جس کو اپنے حال پر رحم نہ آئے اس پر یہی شعر پڑھا جائے گا جو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پڑھتے تھے۔

روتی ہے خلق میری رسوائی کو دیکھ کر
روتا ہوں میں کہ ہائے مری چشم تر نہیں

ایسی ایسی ذلتیں اس خبیث بیماری میں لوگوں کی ہوئی ہیں کہ پتہ نہیں فرشتے

بھی رو پڑتے ہوں، آسمان و زمین بھی رو پڑتے ہوں لیکن جب انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے تو اس کو رونا بھی نہیں آتا، آنسو بھی اس کے خشک ہو جاتے ہیں اس لیے عرض کرتا ہوں کہ گناہ چھوڑنے کے لیے پہلے خود ہمت کر استعمال کیجئے، پھر استعمال ہمت کی دعا مانگئے اور اللہ والوں سے ہمت کے لیے دعا کرائیے

گناہ چھوڑنے کے لیے کتنی ہمت کرنی چاہیے؟

اور اپنی ہمت کو کتنا استعمال کرنا ہے اس کی شرح کر کے ختم کرتا ہوں۔

یہ سمجھ لیں کہ ایک حسین لڑکی کھڑی ہے اور ایک حسین لڑکا بھی کھڑا ہے اور اس کا باپ ایس پی ہے اور وہ پستول لگائے کھڑا ہے اور وہ نظر بازوں کو پہچانتا بھی ہے اور ایک صاحب سے کہہ رہا ہے کہ سنا ہے کہ آپ عشق سے پاگل ہو جاتے ہیں حسینوں کو دیکھ کر آپ کو ہوش نہیں رہتا آپ پچاس سال سے اس بیماری میں مبتلا ہیں اور آپ نے احباب اور اپنے شیخ سے بھی کہتے رہتے ہیں کہ جب مجھے کوئی حسین نظر آجاتا ہے تو مجھے ہوش نہیں رہتا اور میں اسے دیکھنے پر مجبور ہو جاتا ہوں اور میں حفاظتِ نظر کی سب تقریر بھول جاتا ہوں، خانقاہ کو بھی بھول جاتا ہوں، شیخ کو بھول جاتا ہوں سنا ہے کہ آپ رومانٹک دنیا کے بڑے ہیرو اور چیمپئن ہیں۔ اس نے کہا کہ آج میں پستول کا نشانہ لگا رہا ہوں میرا لڑکا اور لڑکی بہت حسین ہے ذرا دیکھ کر دکھاؤ تو بتائیے اس وقت وہ کیا کرے گا، دیکھے گا؟ پستول سامنے ہے تو جتنی ہمت اس وقت استعمال کرو گے کہ لاکھ تقاضا ہوگا لیکن مارے ڈر کے چپکے سے کھسک جاؤ گے یا شیر ساتھ میں ہو اور شیر کہہ دے کہ یہ لندن سے منگائی ہے اس کو دیکھا مت ورنہ

پھاڑ کھاؤں گا تو آنکھوں پر ہاتھ رکھو گے کہ شیر صاحب بدگمانی نہ کرنا میں دیکھ نہیں رہا ہوں، نہیں تو کہیں پھاڑ کھاؤ۔ یا کوئی زبردست قاتل غنڈہ اور خونی ہے اس کی لڑکی یا لڑکا ہے اور تمہیں جان کا خطرہ ہے کہ دیکھوں گا تو جان سے مار ڈالے گا تو بتاؤ اس وقت دیکھو گے؟ تو جان بچانے کے لیے جو ہمت اس وقت استعمال کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی دیکھ رہا ہے۔

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہل جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

اس وقت وہی ہمت استعمال کیجئے جو جان بچانے کے لیے کی جاتی ہے جب کہ جان لینے والا کھڑا ہے۔ پستول لے کر کوئی کہے کہ ذرا دیکھو ہمارے حسین لڑکے یا لڑکی کو۔ جتنی ہمت وہاں استعمال کرتے ہو اس سے زیادہ اللہ کے دیکھنے سے ڈرو۔ ایس پی یا غنڈہ قاتل کیا چیز ہے، اس کا پستول کیا ہے؟ اس کی فائرنگ تو کبھی غلط بھی ہو سکتی ہے، مس بھی ہو سکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی فائرنگ کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھیں ہم سب کو اپنے انتقام سے۔

یا کریم العفو ستار العیوب
انتقام از ما مکش اندر ذنوب

اے معافی دینے والے کریم مالک اور ہمارے عیبوں کو چھپانے والے آپ ہمارے گناہوں پر ہم سے کبھی انتقام نہ لیجئے۔ ایمان کی قیمت کو سوچئے، اللہ کی عظمت کو سوچئے ایس پی کا پستول تو جان ہی لے سکتا ہے آدمی کے خوف سے ہم نظر بچاتے ہیں سوچئے اللہ تعالیٰ کی نظر ہماری نظر پر ہے۔ ہماری نظر غلط جگہ پڑی

ہے اور ہماری نظر ہے ان کی نظر ہے۔ اس بے حیائی کی کوئی حد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری
نظر پر نظر جمائے ہوئے ہیں اور ہماری نظر کسی لڑکی یا لڑکے پر ہے۔ بولئے یہ نظر بے حیا
ہے یا نہیں، بے غیرت ہے یا نہیں، واللہ کہتا ہوں کہ اگر ہم لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا
حلم و کرم نہ ہوتا تو اے خدا ہم میں سے کوئی زندہ نہ ہوتا۔ آج زمینیں دھنس گئی ہوتیں اور
ہم لوگ دھنسا دیے جاتے یہ حق تعالیٰ کا حلم و کرم ہے جس کے صدقہ میں ہم زندہ ہیں
اور بزرگوں کے تعلق سے دعا و استغفار و توبہ کی توفیق ہو رہی ہے

تعلق مع اللہ کی لذت ناقابلِ بیان ہے

لیکن سن لیجیے کہ جو مزہ تعلق مع اللہ
کے اس مقام پر ہے کہ ایک سانس بھی ہم ان کو ناراض نہ کریں اور ہر سانس اللہ پر فدا کر
دیں تو زندگی کی اس لذت کو کیا کہوں، سارا عالم نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا مزہ ہے جس
کو اپنی زندگی فدا کرنے کا اس درجہ جذبہ حاصل ہو جائے کہ اے خدا میری زندگی کی ہر سانس
آپ پر فدا ہو اور ہم ایک سانس بھی آپ کو ناراض کرنے سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں
بس یہ مقام اولیائے صدیقین کا ہے۔ مسجد کے گوشہ میں یا روضۂ مبارک پر یا بیت اللہ
کے ملتزم پر ولی اللہ بن جانا کمال نہیں ہے۔ کمال یہ ہے کہ آپ حسینوں کے سامنے بھی
ولی اللہ رہیں۔ تب سمجھ لیں ۔

شکر ہے دردِ دل مستقل ہو گیا
اب تو شاید مرا دل بھی دل ہو گیا

ملتزم پر تو فاسق و بدمعاش بھی رو دیتا ہے اور یہ رونا بھی اس کے لیے مبارک
ہے کہ پچھلی کی تو معافی ہو گئی لیکن اگلی کی بھی تو فکر کرو کہ نہیں گر کے پھر معافی کی لگن

آئندہ تو نہ کرو۔

تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ جینے کا مزہ اور جینے کا لطف اس کو ہے جس نے اللہ کو خوش کر لیا۔ جتنا جو زمین پر اللہ کو خوش رکھتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ بھی اس کو خوش رکھتے ہیں میں نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے کہ کباب اور بریانی اور بینک بیلنس ہے لیکن رات بھر چلا رہے ہیں۔ میں نے علی گڑھ میں اپنے شیخ سے پوچھا کہ یہ تو نواب صاحب کا گھر ہے یہ کیوں چلا رہے ہیں ہائے ہائے کی آواز کیوں آرہی ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ ان کے گردہ میں درد اٹھا ہوا ہے۔ کہاں گیا شامی کباب کدھر گئی بریانی کہاں گئیں لاکھوں کی گڈیاں اور دولت؟ اس لیے کہتا ہوں کہ اگر عقل ہے تو اللہ تعالیٰ کو خوش رکھیے

بغیر قصد اور فکر کے اصلاح نہیں ہوتی

اور اگر کوئی بالکل انٹرنیشنل گدھا اور شیطان بن چکا ہے تو اس کا کوئی ذمہ دار نہیں، پیر بھی کچھ نہیں کرسکتا۔ جس شخص کو اپنی خود فکر نہ ہو تو ساری دنیا کے پیر اس کو اللہ کے غضب سے نہیں بچا سکتے جب تک کہ خود انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہمت استعمال کرے اور اگر چوڑی پہن کر بیٹھا رہے، نفس سے مغلوب رہے تو خانقاہ بھی اس کو ولی اللہ نہیں بنا سکتی۔ یہ مردانِ خدا کا راستہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہاں رجال اللہ کا کام ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ مرد بن کر آؤ تب ہمارا راستہ طے کرو۔ دنیاوی معاملہ میں تو بڑے باہمت بن جاتے ہو گناہ کے لیے رات رات بھر دوڑتے ہو۔ جیٹھ کی لو میں لوگ دوڑتے ہیں۔ ایک شخص نے بتایا کہ جون کا مہینہ تھا، لُو چل رہی تھی دھوپ میں سائیکل پر بیٹھ کر ناچ دیکھنے کے لیے دس میل گیا۔ کیوں صاحب! گناہوں کے لیے اتنی محنت کرو

میں ایک نلہ چنے والی کو دیکھنے کے لیے دس میل گئے تو پھر اللہ کو خوش کرنے کے لیے کتنی محنت کرنی چاہیے، عشقِ مولیٰ ذرا کر کے تو دیکھو جو اللہ کہ خالقِ نمکیات لیلائے کائنات ہے اس مولائے کائنات سے محبت کر کے دیکھو کہ وہ کس قدر مستیاں دیتا ہے سارے عالم کی لیلاؤں کا رس اور کیف مولیٰ دل میں ڈال دیتا ہے۔ ان لیلاؤں سے تو کتنے لوگ پاگل ہو گئے لیکن عاشقِ مولیٰ کبھی پاگل نہیں ہوتا بلکہ پاگلوں کو عقل مند بنا دیتا ہے میں کہتا ہوں کہ اگر قیس کو بھی اس زمانہ کا کوئی شمس الدین تبریزی مل گیا ہوتا تو اس کے عشقِ لیلیٰ کو عشقِ مولیٰ سے تبدیل کر دیتا۔ آج بھی اس زمانہ میں شمس الدین تبریزی موجود ہیں عشقِ لیلیٰ میں مجنوں، پاگل بے ساختہ حواس باختہ ہو وقت کے کسی شمس الدین تبریزی کے ملا دو ان شاء اللہ آج بھی اللہ کی رحمت سے وہ اس کے عشقِ لیلیٰ کو عشقِ مولیٰ سے تبدیل کر دے گا۔

(احقر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ مجبی و محبوبی حضرت مرشدی دامت برکاتہم کو یہ مقام حاصل ہے۔ اس زمانہ کے نہ جانے کتنے عاشقِ لیلیٰ جن کی بربادی اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی اور ہلاکت کے قریب تھے حضرت والا کی صحبت کی برکت سے عاشقِ مولیٰ بن گئے قیس بھی اگر اس زمانہ میں ہوتا اور حضرت والا کو پا جاتا تو عالم پہ زمانہ کا رونق ہوتا حضرت والا دامت برکاتہم کی شان میں احقر کا شعر ہے جو کئی سال پہلے حضرت والا کی برکت سے موزوں ہوا ہے

مجنوں اگر دیدے ترا تائب شدے از ماسوا
بر پائے تو افتاں شدے واز عشقِ لیلیٰ ش بری

ترجمہ: مجنوں اگر آپ کو پا جاتا تو غیر اللہ سے تائب ہو جاتا اور غلبہ تشکر میں آپ کے

پاؤں پر گر جاتا یعنی بیعت میں ہمیشہ کو آپ کا غلام بن جاتا اور عشقِ لیلیٰ سے نجات پا جاتا اور اس کا عشقِ لیلیٰ عشقِ مولیٰ سے تبدیل ہو جاتا۔ (اختر عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ)

انسان کا سب سے بڑا دشمن

بس آج کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کو نہ چھوڑو دوستو! بہت خسارہ کا راستہ ہے نفس دشمن کے کہنے میں نہ آؤ جس دشمن نے ہم کو بارہا مصیبت میں مبتلا کیا ہے پھر بھی اس دشمن کو نہیں پہچانتے اور عاشق بنے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن نفس ہے۔

اصلاحِ نفس کے لیے دو آیات میں تفکر

اور ان آیتوں کا مراقبہ کیجیے

(۱) جب بھی کسی حسین کی طرف میلان ہو فوراً کہیے فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا اے ظالم تیری زندگی اور حرام خوشیوں کو اللہ تلخ کر دے گا کیا دیکھتا ہے ادھر۔ اللہ جس کی زندگی کو تلخ کرے وہ شیرینی پا سکتا ہے؟ ذرا اعلان بھی تو دیکھو کس کا ہے: فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا۔ پھر ان شاء اللہ نظر ہٹ جائے گی اور سڑکوں پر کسی عورت کو دیکھنے کا وسوسہ بھی آئے تو فوراً اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ پڑھتے ہیں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔ یہ وساوس کو دفع کرنے کے لیے عجیب ہے۔

(۲) اور اس آیت کا مراقبہ کیجیے فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً کہ اے بے وقوف نفس! اگر تجھے مزہ ہی چاہیے تو چل تسبیح پڑھ، اعمالِ صالحہ کر اور فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً کا وعدہ لے لے اور اگر تو نفس کے کہنے پر چلتا ہے تو دیکھ لے فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا کی تلوار سر پر لٹکی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان ہے۔ دیکھو کیسی تلوار ہے کہ تمہاری

زندگی کو ہم تلخ کر دیں گے۔ تم طرح طرح کی مکاریوں سے میرے بندوں یا بندیوں کو فریب
اور دھوکہ دے کر مرغا اور حلوے کھلا کھلا کر پھنساتے ہو ہم تمہارے اس مکر و فریب
اور تدبیروں کے ٹھاٹ میں اپنے قہر و غضب کی آگ بھی لگانا جانتے ہیں۔ تم میرے بندے
بندیوں کو دھوکہ دیتے ہو ان کی آبرو لوٹتے ہو۔ شرم نہیں آتی کہ بایزید بسطامی کی شکل
میں ننگ یزید بنا ہوا ہے نالائق۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی چمگادڑ پیشاب پاخانہ
کی نالی چوستا ہے تو مجھے کوئی تعجب نہیں۔ مجھے تو تعجب ان لوگوں پر ہے جو صالحین کی
کی وضع میں ہیں اور بزرگوں کے صحبت یافتہ ہیں آہ! کس انداز سے فرمایا ہے۔ ؎

گر خفاشے رفت در کور و کبود

اگر چمگادڑ گندی جگہ جاتا ہے اور نالی میں پیشاب چوستا ہے تو تعجب نہیں ؎

باز سلطان دیدہ را بارے چہ بود

لیکن جس باز شاہی نے سلطان کو دیکھا ہوا ہے اس ظالم کو کیا ہوا ہے کہ چمگادڑ
بن کر رہا ہے خباثت کر رہا ہے۔ جس جان نے اللہ کے قرب کا مزہ چکھ لیا اس کو
کیا ہوا ہے کہ حسن فانی کی غلاظت میں مبتلا ہے۔

اس لیے دوستو جتنا اچھا ہمارا ظاہر ہے دُعا کرو کہ اس سے زیادہ بہتر ہمارا باطن ہو
جائے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيرَتِي خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِي جتنا بہتر میرا ظاہر ہے
اس سے بہتر اے اللہ میرے باطن کو کر دے۔

میں قسم اٹھا کر پھر یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں جو مزہ ہے پورے عالم
میں کہیں نہیں ہے نہ سلاطین کے تخت و تاج میں ہے نہ پاپڑ اور سموسوں میں ہے نہ
حسن کی رومانٹک دنیا والوں کے پاس ہے یہ جو فلم ایکٹرس وغیرہ ہیں چاہے رات دن

زنا کرتے رہیں، ان کی زندگی میں چین نہیں ہے ویلیم فائیو کھا کر سونے کی کوشش کرتے ہیں
میں نے افریقہ والوں سے کہا تھا کہ نہ دیکھو کسی کی وائف ورنہ کھانا پڑے گی ویلیم فائیو
ویلیم فائیو نیند کی دوا ہے۔ یہ میری یورپی ملکوں کی تقریر ہے کہ نہ دیکھو تم کسی کی وائف
نہیں تو کھانا پڑے گی ویلیم فائیو۔ پھر جب ویلیم فائیو بھی فیل ہو جائے گی تو پھر ویلیم ٹین.
اور پھر ٹین بجاتے ہوئے گدو بندر کے پاگل خانہ میں داخل ہو جاؤ گے۔

بس اللہ تعالیٰ سے میری آہ و فغاں کو قبول فرمائے اور اس کو سارے عالم میں نشر
کردے۔ اختر کی یہ فریاد ہے کہ اے خدا آپ کے کرم نے مجھے اپنے کو اور آپ کے
بندوں کو غیروں سے چھڑا کر آپ سے جوڑنے کی مہم چلانے کی جو توفیق بخشی ہے اس
کا سلیقہ بھی عطا فرمائیے اور اس کو قبول بھی فرمائیے اور اختر کی اس آہ و فغاں کو سارے
عالم میں نشر فرما دیجئے اور اختر کے قلب و جان کو اپنی ذات پاک کے ساتھ اس طرح چپکا
لیجئے کہ سارا عالم مجھے ایک بال بھی آپ سے الگ نہ کر سکے اور میری اولاد و ذریات اور
میرے دوستوں کو بھی یا اللہ ایسی محبت دے دے کہ ہمارے دل و جان آپ سے ایسے
چپک جائیں کہ سارا عالم، نہ بادشاہوں کا عالم، نہ حسینوں کا عالم، نہ مال و دولت کا عالم،
کوئی بھی عالم ہمیں آپ سے ایک بال کے برابر بھی الگ نہ کر سکے۔ اے اللہ ہم سب
کو اپنی ایسی محبت دے دے۔ اے خدا ہمارے چاروں سلسلوں کے تمام اولیاء کرام
کے صدقے میں خصوصیت سے شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ محمد احمد صاحب
رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ان بزرگوں کی جوتیاں جو اختر
نے اٹھائی ہیں آپ اس کو قبول فرمائیے اور ان کے صدقے میں اختر کا ایمان و یقین اولیاء
صدیقین کی منتہا تک پہنچا دیجئے اور میری اولاد کو بھی اور میرے احباب کو بھی۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

●

چہرہ کا جغرافیہ بدلنے سے عشقِ فانی کا زوال

ادھر جغرافیہ بدلا ادھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

○

عشقِ مجازی عذابِ الٰہی

بجز کے دل پہ ہیں ہزار داغ میں گھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

○

نزولِ سکینہ بر قلبِ عارف

میرے پینے کو دوستو سن لو
آسمانوں سے مے اترتی ہے
اس سکینہ عجیب سے کیا کام ہے
ہے دور جس سے دوستو دنیائے تکبر

حضرت اقدس مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم